# بے شمار کائناتی زمینیں اور ان میں بسنے والے انسان

زہرا بتول
ریسرچ اسکالر، شعبہ علومِ اسلامی، جامعہ کراچی

Abstract

God has created many planets and stars in our universe, in which human beings and different types of creatures live. According to the Holy Quran and famous scholars there are many planets, in which people and creatures bare living.

Nasa's American astronaut Doctor Edger Mitchell has claimed that when he was an as astronaut he exprienced many aliens and flying saucers coming to the earth. He also claims that these outer space creatures are more advanced in terms of technology and science the human beings. In this article by including different refrences we are trying to convey this message that outer spacen creatures exist and this is not any fantasy.

قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے کہ!

**واسمآء بنینها بایدٍ وانا لموسعون۔[1]**

یعنی ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔

جیسے جیسے انسان کائنات اور اجرام فلکی کا مشاہدہ کرتا جاتا ہے، خدا کی قدرت، عظمت اور جلال اس کے دل پر نقش ہوتے چلے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کائناتی مطالعے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات میں شمار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ!

**سنریهم ایتنا فی الآ فاق وفی انفسهم حتیٰ یتبین لهم انه الحق۔[2]**

یعنی عنقریب ہم انھیں کائنات (اطراف عالم) میں اور خود ان کی ذات میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک

کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ کی ذات حق ہے۔

جس طرح زمین پر انسان خاندان، قبیلے، قوم اور ملک کی سماجی اور جغرافیائی اکائی میں رہتے ہیں، بالکل اسی طرح سے ہماری کائنات بھی درجہ بدرجہ کئی اکائیوں پر مشتمل ہے، مثلاً ایک ستارہ پھر اس سے وابستہ متعدد سیارے اور ان کے چاند پر مشتمل اکائی کو ہم اپنا شمسی نظام کہتے ہیں، اسی طرح سے اربوں اور کھربوں ستارے مل کر ایک کہکشاں کو ترتیب دیتے ہیں اور اگر دیکھا جائے تو یہ کہکشائیں بھی کائنات میں تنہا نہیں ہوتی ہیں بلکہ کئی ہزار کہکشائیں ایک بڑے غول کی صورت میں ہوتی ہیں جن میں سے کچھ بڑی اور کچھ چھوٹی کہکشائیں ہوتی ہیں۔ ہمارے نظام شمسی کی قریب ترین اور بڑی کہکشاں 'اینڈرومیڈا' ہے۔

تحقیق کے مطابق! کائنات کی عمر کا اندازاً تخمینہ تقریباً ۱۵ ارب سال لگایا گیا ہے، جس میں ہماری کہکشاں ۱۲ ارب سال قدیم ہے، جبکہ اس میں واقع سورج اور دیگر نظام شمسی کی عمر ۵ ارب سال بتائی جاتی ہے۔ کل کائنات میں ہماری کہکشاں سے ملتی جلتی تقریباً ایک کھرب تیس ارب کہکشائیں پائی جاتی ہیں۔ جبکہ ہماری کہکشاں میں ایک سو ارب سے زائد ستارے پائے جاتے ہیں، جو تقریباً ایک لاکھ نوری سال کے حجم پر پھیلے ہوئے ہیں، ہم انسانوں کے لئے کائنات کی وسعتوں کا اندازہ لگانا تقریباً ناممکنات میں سے ہے، کیونکہ ایک ارب نوری سال کا فاصلہ ۶ ہزار ارب (۶،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰) میل کے برابر تصور کیا جاتا ہے، جبکہ کائنات میں کہکشائیں ۱۵ ارب نوری سال کے فاصلے تک پھیلی ہوئی ہیں، جس میں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اضافہ فرما رہے ہیں اور اس بات کا انکشاف قرآن کریم میں آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے کر دیا گیا تھا۔ اور اب تک کی معلوم تحقیق کے مطابق! نظام شمسی سے باہر دوسرے ستاروں کے گرد گھومنے والے تقریباً ڈیڑھ سو سیاروں کا سراغ بھی لگایا جا چکا ہے۔ ماہرین فلکیات کے مطابق! کائنات میں کچھ بھی ساکت نہیں ہے بلکہ اس میں ہر لمحہ تغیر اور تبدل واقع ہو رہا ہے، چاند سیاروں کے گرد اور سیارے سورج کے گرد ہمہ وقت محو گردش ہیں۔ سورج ساکن ہے جو صرف محوری گردش کرتا ہے جس کے گرد نو سیارے گردش کر رہے ہیں جس میں تیسرا نمبر ہماری زمین کا ہے، کسی بھی کہکشاں میں موجود تمام ستارے ایک ہی سمت میں حرکت نہیں کرتے ہیں بلکہ مختلف ستارے الگ الگ سمت میں گردش کرتے ہیں ایک اندازے کے مطابق! زمین ۳۰ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سورج کے گرد ایک گھنٹے میں تقریباً ایک لاکھ کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہے، اسی طرح سے زمین سے سورج کا فاصلہ تقریباً ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل کا ہے، جبکہ نظام شمسی کا آخری نواں سیارہ پلوٹو ہے جس کا سورج سے محتاط فاصلہ ۳ ارب ۶۸ کروڑ میل لگایا گیا ہے۔ جبکہ اگر جسامت کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہماری زمین دیگر سیاروں کی نسبت بالکل حقیری ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ!

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنهار والفلک التی تجری فی

البحر بما ینفع الناس وما انزل الله من السمآء من مآءٍ فاحیا به الارض بعد موتها وبث فیها من کل دآبةٍ وتصریف الریحٰ والسحاب المسخر بین السمآءِ والارض لاٰیٰتٍ لقومٍ یعقلون. ۳؎

یعنی: بے شک آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں، دن اور رات کے اختلاف میں، ان جہازوں میں جو لوگوں کی نفع بخش اشیاء لے کر چلتے ہیں، اس پانی میں جسے اللہ نے آسمانوں سے برسا کر زمینوں کو ان کی موت کے بعد زندہ کر کے ان میں ہر طرح کے جاندار پھیلا دئے ہواؤں کے بدلنے میں اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان مسخر بادلوں میں عقل مندوں کے لئے بہت ساری نشانیاں ہیں۔

اس آیت کریمہ میں (السمٰوٰت والارض) کی ترکیب سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ یہاں الارض کا استعمال بطور اسم کے کیا گیا ہے۔ جس سے مراد اس کائنات میں پائی جانے والی تمام زمینیں ہیں، جبکہ لفظ السماء بھی بطور اسم جنس کے استعمال ہو رہا ہے، کیونکہ وہ خود بھی اسم جنس ہے اور السمٰوٰت کے سیاق میں بھی استعمال ہو رہا ہے، جس سے مراد سات آسمانوں کہ ہیں۔

ماہرین فلکیات کے مطابق! نظام شمسی میں موجود دیگر نو سیارے جن میں عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، مشتری، زحل، یورینس، نیپچون اور پلوٹو شامل ہیں، ان میں بھی چاند، ستارے، پہاڑ، نہریں، برف، پانی، آتش فشاں، بے شمار گیسیز، ریت، مٹی اور زمینیں پائی جاتی ہیں، جیسے کہ!

۱۔ عطارد: یہ سیارہ نظام شمسی میں سورج سے قریب ترین مانا جاتا ہے، اس کی سطح پر بھی گڑھے پائے جاتے ہیں جن کے درمیان وسیع میدانی علاقے پہاڑ، ٹیلے بھی موجود ہیں۔ یہاں سردی اور گرمی دونوں شدت کے ساتھ ہوتی ہے۔ جبکہ یہاں کا ایک دن زمین کے ۵۹ دنوں کے برابر ہوتا ہے۔

۲۔ زہرہ: یہ سیارہ ہمارے آسمان پر سورج اور چاند کے بعد سب سے زیادہ روشن نظر آنے والا سیارہ ہے، جبکہ یہ زمین سے بھی بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اس کی سطح پر اکثر بجلی بھی چمکتی ہے اور غالب امکان ہے کہ یہاں بھی زمین کی طرح آتش فشاں پہاڑ پائے جاتے ہیں اس سیارے پر گیسوں پر مشتمل چلنے والی ہواؤں کی رفتار تقریباً ۳۵۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے، جبکہ یہاں کا موسم سارا سال ایک ہی جیسا رہتا ہے۔ زہرہ چونکہ ایک ارضی سیارہ ہے لہٰذا یہاں کی زمین کی ساخت ہماری زمین کی ہی طرح کی ہے لیکن اس میں پائی جانے والی مٹی کا رنگ سیاہ ہے، اس کی سطح پر بے شمار دہانے، گڑھے اور بلند پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہیں۔ زہرہ کا دن اور رات ہمارے ۲۴۳ دنوں یا تقریباً ہمارے ۸ ماہ کے برابر ہوتے ہیں، چونکہ یہ سیارہ مشرق سے مغرب کی جانب گردش کرتا ہے اس لئے یہاں سورج مگرب سے طلوع ہو کر مشرق میں غروب ہوتا ہے یہی نہیں بلکہ یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے ۱۲۲ دنوں کے برابر وقت صرف ہوتا ہے۔

۳۔ زمین: ہماری زمین نظام شمسی کا تیسرا خوبصورت سیارہ ہے، جس میں سمندر، پہاڑ، دریا، انسان، جانور، پرندے اور پھول و پھل پائے جاتے ہیں۔ یہاں سردی، گرمی، بہار، خزاں اور بارش کے موسم آتے ہیں، جبکہ یہاں ۲۴ گھنٹوں پر مشتمل ایک دن ہوتا ہے۔

۴۔ مریخ: نظام شمسی کے تمام سیاروں میں مریخ انسانوں کے لئے سب سے زیادہ باعث کشش مانا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک اچھی دوربین کی مدد سے زمین پر رہتے ہوئے بھی ہم اس کے خدوخال کا مطالعہ کرسکتے ہیں ماہرین فلکیات کے مطابق عطارد، زہرہ، زمین اور مریخ وہ سیارے ہیں کہ جس کی ساخت مٹی یا ریت کی ہے گوکہ وہاں کا درجہ حرارات بہت زیادہ ہے لیکن اس کے کچھ مقامات بہت زیادہ سرد بھی ہیں حتیٰ کے اس کے قطبین پر برف بھی سارا سال موجود رہتی ہے اور زمین کے بعد اب تک کی تحقیق کے مطابق یہ وہ واحد سیارہ ہے کہ جس میں برف بھی پائی جاتی ہے، بہر حال ماہرین کے مطابق اب تک کی دریافت کے مطابق مریخ ہی وہ واحد سیارہ ہے جس کے حالات زمین پر بسنے والے انسانوں کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ انیسویں صدی کے ایک امریکی ماہر فلکیات Percival Lowell نے ٹیلی اسکوپ کے ذریعے کئے جانے والے اپنے برسوں کے مطالعے کے بعد تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ! مریخ پر نہروں کی تعمیر وہاں موجود کسی ذہین زندگی کا کارنامہ ہے۔[۴] اس کے علاوہ ماہرین کا یہ ماننا ہے کہ مریخ کی سطح پر اہرام مصر سے دس گنا اونچے اہرام جیسی شکلیں بھی موجود ہیں۔[۵] گوکہ مریخ کا رقبہ ہماری دنیا جتنا ہی ہے لیکن اس پر کئی آتش فشاں پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں۔ مریخ کے دو چاند بھی ہیں جنھیں فوبوس اور ڈیموس کہا جاتا ہے۔ سائنسدانوں کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ ماضی بعید میں یہاں کبھی پانی بھی پایا جاتا تھا کیونکہ انھیں یہاں اس کے آثار بھی نظر آتے ہیں۔ مریخ کا ایک دن ساڑھے ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا ہے۔

۵۔ مشتری: مشتری نظام شمسی کا سب سے بڑا سیارہ ہے یہ اتنا بڑا ہے کہ اس میں ہماری دنیا جیسی ایک ہزار دنیائیں سما جائیں، گوکہ اس میں پہاڑ، وادیاں اور آتش فشاں نہیں پائے جاتے ہیں لیکن یہ گیس اور بادلوں کا ایک بہت بڑا سمندر ہے، دراصل مشتری وہ سورج ہے جو سورج بننے میں ناکام ہوگیا اگر یہ ستارہ بن جاتا تو ہم ایک جڑواں ستاروں کے نظام میں رہ رہے ہوتے اور ہمارے آسمان پر دو سورج چمکتے اور ہمارے یہاں رات کبھی بھی ہوتی۔[۶] مشتری کے بادلوں میں بجلی بھی کڑکتی ہے جس کی قوت زمین کی بجلی کے مقابلے میں ۱۰،۰۰۰ گنا زیادہ ہوتی ہے۔ نظام شمسی کے تمام سیاروں کے مقابلے میں مشتری سب سے زیادہ تیزی سے یعنی ۱۰ گھنٹوں میں اپنی محوری گردش مکمل کرتا ہے اس اعتبار سے اس کا ایک دن تقریباً ۱۰ گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مشتری میں ۱۶ چاند جگمگاتے ہیں۔ ان چاندوں کی سطح پر ریت، برف، پانی، آتش فشاں پہاڑ، وادیاں اور گڑھے بھی پائے جاتے ہیں جبکہ ماہرین کا یہ خیال ہے کہ ممکین ہے ان چاندوں پر پائے جانے والے آبی ذخائر میں آبی مخلوقات بھی موجود ہوں۔

۶۔ زحل: زحل مشتری کے بعد نظام شمسی کا دوسرا بڑا سیارہ ہے اور اگر اس میں پائے جانے والے مادوں کی مقدار کا اندازہ

لگایا جائے تو ماہرین کے مطابق !ہماری زمین جیسی ۹۵ زمینیں اتنے مادوں سے تخلیق کی جاسکتی ہیں لیکن کیماوی اعتبار سے زحل سورج جیسے مادوں سے تخلیق کیا گیا ہے ۔اس کی تخلیق بھی غیر ارضی سیاروں کی مانند ہے جس کی وجہ سے اس سیارے کو بادلوں کی موٹی تہوں نے ڈھانپ رکھا ہے لیکن ان فضائی بادلوں کی نچلی تہیں آبی بخارات اور پانی کے برف پر مشتمل ہیں ۔زحل پر موجود بادلوں میں چلنے والی ہواؤں کی رفتار اس قدر تیز ہوتی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ زمین پر چلنے والی تیز ترین آندھی اور طوفان کے مقابلے میں اس کی شدت ۱۰ گنا زیادہ مانی جاتی ہے،اس میں ایک طاقتور مقناطیسی میدان بھی پایا جاتا ہے جو زمین کے مقابلے میں ۵۵۰ گنا زیادہ ہے ۔زحل کا ایک دن سوادس گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔زحل میں ۱۸ چاند جگمگاتے ہیں۔

۷۔ یورینس: یہ سیارہ نظام شمسی کا تیسرا بڑا سیارہ ہے،اس سیارے پر پانی کی موجودگی کے خاصے قوی امکانات پائے جاتے ہیں کیونکہ اس کی اندرونی تہوں میں امونیا اور میتھین کی آمیزش کے ساتھ ہی پانی کی ایک دبیز تہہ بھی پائی جاتی ہے ۔اس کا ایک طاقتور مقناطیسی میدان بھی ہے،اس کا ایک دن تقریباً ۱۴ گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔یورینس کے ۱۵ چاند ہیں جن میں سے ۵ چاند درمیانے سائز کے جبکہ ۱۰ چاند چھوٹے سائز کے ہیں ۔اس کے چاند پہاڑوں ،گھاٹیوں ،گڑھوں اور برف پر مشتمل ہیں۔

۸۔ نیپچون: یہ نظام شمسی کا چوتھا بڑا سیارہ ہے اس کے بادلوں کا رنگ نیلا ہے جبکہ اس میں دھات کی چٹانیں بھی پائی جاتی ہیں ، یہاں چلنے والی ہواؤں کی رفتار اندازاً ۲،۰۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے جو تمام نظام شمسی میں چلنے والی ہواؤں کے مقابلے میں تیز ترین ہوا ہے جبکہ زمین پر تیز ترین ہوا ۱۵۰ اکلومیٹر فی گھنٹہ ریکارڈ کی گئی ہے ۔اس سیارے کا ایک چاند بھی ہے جو سرد آتش فشاں پر مشتمل ہے ،اس میں برف کی سرد جھیلیں بھی پائی جاتی ہیں ۔اس کا ایک دن ۱۸ گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

۹۔ پلوٹو۔ یہ سیارہ نظام شمسی کا سب سے چھوٹا سیارہ تصور کیا جاتا ہے،اس کی اندرونی تہیں چٹانوں پر جبکہ بیرونی سطح مختلف گیسیز اور منجمد پانی پر مشتمل ہیں ۔اس کا ایک چاند بھی ہے۔

جہاں تک سیاروں کی گردش کا سوال ہے تو امام غزالیؒ کے ایک شاگرد نے ان سے پوچھا کہ! قرآن کریم میں کائنات کی ہر خشک و تر چیز کا ذکر موجود ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں سیاروں کی صرف یک طرفہ حرکت کا ذکر جبکہ ان کی حرکت دوہری یعنی (Multiple) ہوتی ہے یعنی وہ جس سمت سفر کرتے ہیں واپسی اس کی مخالف سمت میں ہوتی ہے ۔آپ نے فرمایا کہ! قرآن پاک میں بیان کردہ اس دوہری حرکت کا دنیا کو علم نہیں ۔پھر آپ نے تختہ سیاہ پر قرآن کریم کی یہ آیت :کل فی فلک یسبحو ن ہ یعنی تمام سیارے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں ۔لکھی اور کہا کہ پہلے اس کے ہر لفظ کو دائیں جانب سے بائیں جانب پڑھو، وہ ایک طرف کی حرکت ہے ۔پھر اسے الٹا پڑھو اور دیکھو کہ وہی لفظ اسی ترتیب سے ہیں ۔وہ اس کی الٹی حرکت ہے اس طرح دوطرفہ حرکت یعنی (Multiple Motion) مکمل ہو جاتی ہے ۔پھر آپ نے

اس اصول کی وضاحت کچھ اس طرح سے کی کہ!

| | |
|---|---|
| ک | ک |
| ل | ل |
| ف | ف |
| ی | ی |
| ف | ف |
| ل | ل |
| ک | ک ۸ |

اگر دیکھا جائے تو ہمیں آج کی ماڈرن فزکس میں اس آفاقی اصول کی جانب کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں ملتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے اس اصول کی وضاحت آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم میں کر دی گئی تھی۔

اب اگر ہم آسمان پر جگمگانے والے اربوں کھربوں ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں کی بات کریں تو ہمیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ وہ بھی ہماری اس کائنات میں کھربوں کھرب مربع کلومیٹر کے فاصلے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ایک اوسط درجے کے ستارے کی تخلیق میں اندازاً ۳ سے ۴ کروڑ سال لگ جاتے ہیں۔ ماہرین فلکیات کے مطابق! چونکہ تمام کہکشائیں تقریباً آج سے ۱۲ سے ۱۴ ارب سال پہلے وجود میں آئیں تھیں لہٰذا ان کہکشاؤں میں موجود مادوں کا بڑا حصہ اب ستاروں میں تبدیل ہو چکا ہے، کہکشاؤں کی پیدائش بھی چونکہ کروڑوں اور اربوں سال کے دورانیے پر مشتمل ہوتی ہیں اور عام طور پر یہ خفیہ اور پوشیدہ بھی ہوتی ہیں کیونکہ ان کی پیدائش کے وقت گرد و غبار اور گیس کے گہرے بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ماہرین فلکیات ہمیں بتاتے ہیں کہ! زیادہ تر ستارے گروہوں کی صورت میں جنم لیتے ہیں، کچھ جوڑوں کی صورت میں بھی پیدا ہوتے ہیں اور جبکہ کچھ ہمارے سورج کی طرح اپنے ذیلی سیاروں کے ساتھ وجود میں آتے ہیں۔گیس کے دیوہیکل بادل بیک وقت بہت سارے ستارے پیدا کرتے ہیں۔جو ستارے گروہوں کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں وہ زیادہ دیر تک اکٹھے نہیں رہتے بلکہ چند لاکھ برس بعد منتشر ہو کر کہکشاں میں پھیل جاتے ہیں اسی طرح سے جب ستاروں کی ایٹمی بھٹی دہک اٹھتی ہے تو عام طور پر یہ مستحکم ہو کر اربوں سال تک جیتے رہتے ہیں تاوقتیکہ ان کے ہائیڈروجن کے ذخائر ختم نہ ہو جائیں۔انسانی بچوں کی طرح ستارے بھی اپنی پیدائش کے وقت مختلف جسامت کے ہوتے ہیں کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور کوئی درمیانہ۔لیکن اہم بات یہ ہے کہ پیدائش کے وقت جس ستارے کا حجم جتنا زیادہ ہوگا اس کی زندگی کا دورانیہ اتنا ہی کم ہوگا کیونکہ اس میں موجود ہائیڈروجن بہت تیز رفتاری سے ختم ہوتی ہے اور پھر بالآخر وہ چند ارب سال جگمگانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے، لیکن یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہر ستارے کی زندگی کا انحصار اس کے حجم پر ہوتا ہے۔

ضمن میں حضرت قلندر بابا اولیاء کا یہ فرمان قابل توجہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ!

اللہ نے اپنے ذہن میں موجود کائناتی پروگرام کو شکل وصورت کے ساتھ وجود میں لانا چاہا تو کہا 'کن' تو پھر اللہ کا کائناتی تخلیقی پروگرام ایک ترتیب اور تدوین کے ساتھ اس طرح سے وجود میں آ گیا۔

۔ایک کتاب مبین۔

۔ایک کتاب مبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

۔ایک لوح محفوظ میں ۸۰،۰۰۰ حضیرے۔

۔ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زیادہ مستقل نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

۔ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے۔ ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کہ انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے۔ انسانوں اور جنوں کی آبادی ہر حضیرے پر موجود ہے۔ ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح قائم ہیں جس طرح زمین پر موجود ہیں۔ بھوک، پیاس، خواب، بیداری، محبت، غصہ، جنس اور افزائش نسل یعنی زندگی کا ہر تقاضا، طرز اور جذبہ ہر سیارے میں جاری وساری ہے۔ ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زیادہ آباد نظام واقع ہیں۔ ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کہ پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں اور اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ (feed) ہوتے رہتے ہیں۔

ہر نظام میں الگ الگ سماوات، ارض جبال، حیوانات، جمادات، نباتات وغیرہ اسی طرح موجود ہیں جس طرح ہم اپنے نظام میں دیکھتے ہیں۔[9]

لہذا یہ بات طے ہے کہ آج کے سپر اور اسمارٹ کمپوٹر کی مدد سے بھی یہ حساب نہیں لگایا جاسکتا ہے کہ آیا ایک کتاب المبین میں کل کتنی زمینیں کہکشانی نظام، چانداور سورج موجود ہیں۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ! زمین کی طرح بے شمار زمینیں موجود ہیں، جس طرح ہماری زمین پر انسانی آبادی ہے اسی طرح کائنات میں موجود بیشمار سیاروں میں انسان آباد ہیں اور وہاں بھی زندگی گذارنے کے تمام وسائل دستیاب ہیں۔[10]

قابل ذکر امر یہ ہے کہ! جیسے جیسے سائنسدان جدید اور طاقتور دوربین کا استعمال کررہے ہیں ویسے ویسے ان میں اپنی شدید بے بسی کا احساس بھی قوی تر ہوتا جارہا ہے، کیونکہ اس بات کا انکشاف کہ کائنات میں ہر لحہ وسعتیں پیدا ہورہی ہیں، سیاروں کے درمیانی فاصلے بھی بڑھ رہے ہیں اور یہی نہیں بلکہ نت نئے اجرام فلکی بھی روز بروز مشاہدے میں آرہے ہیں۔ لہذا سائنسدانوں کی انتہائی کوششوں کے باوجود بھی اب تک کائنات کی انتہاؤں کا سراغ نہیں لگایا جاسکا ہے، کیونکہ

ہماری تیز ترین بصری دوربین بھی ابھی تک کائنات کو صرف ۵ ارب نوری سال کی دوری تک دیکھنے میں کامیاب ہوسکی ہے اور بڑی سے بڑی ریڈیائی دوربین کے ذریعے بھی کائنات کو صرف ۶۰ ارب نوری سال کی دوری تک ہی دیکھا جاسکا ہے۔ (ایک نوری سال تقریباً ۶۰ کھرب میل کے برابر ہوتا ہے)۔ کیونکہ ہر جانب کہکشاؤں کے یکساں ہجوم پائے جاتے ہیں اس لئے بھی ان سائنسی آلات کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ ماہرین فلکیات کے لئے دوسرا مشکل سوال کائنات کی ابتداء اور انتہاء سے متعلق ہے گوکہ اس سے متعلق بھی مختلف نظریات پائے جاتے ہیں لیکن تا حال ابھی تک کسی بھی نظریے پر اتفاق نہیں ہوسکا ہے، اور معلوم شدہ کائنات میں بھی ہمارے سورج یا نظام شمسی کی حیثیت نہایت ادنیٰ ہے یعنی صحرائے اعظم میں ریت کے ایک ذرے کے برابر۔

حضرت قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ!

کائنات میں بے شمار نوعیں ہیں ہر نوع اور ہر نوع کا ہر فرد نوعی اور انفرادی حیثیت سے خیالات کی لہروں کے ذریعے ایک دوسرے سے مسلسل اور پیہم ربط رکھتے ہیں، اور کہکشانی نظام اور ہمارے درمیان ایک بڑا مستحکم رشتہ ہے۔ ہمارے ذہن میں جو خیالات آتے ہیں وہ دوسرے نظاموں اور ان کی آبادیوں سے ہمیں موصول ہوتے ہیں یہ خیالات روشنی کے ذریعے ہم تک پہنچتے ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ یہ ہماری اپنی اختراعات ہیں، جبکہ ایسا نہیں ہے۔ تین نوعوں کے طرز عمل میں زیادہ اشتراک ہے جنھیں قرآن میں انسان، فرشتے اور جنات کہا گیا ہے۔ یہ نوعیں سارے کہکشانی نظام میں پائی جاتی ہیں اور ان کے ذہن سے تخلیق کی لہریں خارج ہوکر کائنات میں منتشر ہوجاتی ہیں۔!!

سائنسی اعتبار سے یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ! ہم جب بھی کائنات میں موجود اجرام فلکی کا مشاہدہ کرتے ہیں یا اس سے خارج ہونے والے مختلف سگنلز کو وصول کرتے ہیں تو گویا ہم زمان میں ماضی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جیسے کہ! ہم جب بھی اپنی نزدیکی کہکشاں 'انڈرومیڈا' کو دیکھتے ہیں تو جہاں ہم ۲۰ لاکھ نوری سال کے فاصلے پر چلے جاتے ہیں وہیں ہم ۲۰ لاکھ سال قبل ماضی میں بھی چلے جاتے ہیں کیونکہ 'اینڈرومیڈا' سے جو شعاعیں ہم تک آج پہنچ رہی ہیں انھیں وہاں سے چلے ہوئے ۲۰ لاکھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ بالفاظ دیگر آج ہمیں 'اینڈرومیڈا' جیسی نظر آرہی ہے وہ دراصل آج سے ۲۰ لاکھ سال پہلے ایسی تھی، یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کائنات میں ہم جتنی دور تک دیکھ سکتے ہیں گویا ہم ماضی میں اتنی ہی دور تک سفر کررہے ہوتے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ ابھی تک انسان کی رسائی کائنات کی سرحدوں تک نہیں ہوسکی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ!

وللّٰہ یسجد ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من دآبۃٍ والملٰکۃ وھم

لایستکبرون. ۱۲؎

یعنی: اللہ کے لئے ہر چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے، ہر قسم کے جاندار اور فرشتے سب سجدہ کرتے ہیں۔

احمد رضا بریلوی اس آیت کی تشریح میں کہتے ہیں کہ! ان زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔ ۱۳؎

جبکہ روحانی علوم کے ماہرین کے مطابق! ہمیں جو سیارے نظر آتے ہیں، ان میں کھربوں مخلوقات آباد ہیں البتہ ان کی حرکات وسکنات اور شکل وصورت میں مقداروں کا فرق ہے۔ دیگر کائناتی زمینوں میں اللہ کی تخلیق کردہ یہ مخلوقات مختلف گیسیز، دھات، لکڑی، کرسٹل اور لوہے پر مبنی ہو سکتی ہیں۔

اس ضمن حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں کہ!

کائنات کا سارا یکجائی پروگرام لوح محفوظ پر منقوش ہے اور لوح محفوظ کا منقوش پروگرام خالق کائنات کی تجلی سے بے شمار زمینوں پر ڈسپلے ہو رہا ہے۔ تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار نوعیں اور انسانی شماریات سے زیادہ ان نوعوں کے افراد کائنات کے کل پرزے ہیں۔

یہ کائناتی مشین ایک دائرے میں چل رہی ہے۔ جزولاتجزیٰ وجود سے اس کی حرکت شروع ہوتی ہے اور ماوری ہستی کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ آسمان، زمین، درخت، پہاڑ، چرندے، پرندے، حشرات الارض، فرشتے، جنات اور انسان سب اس عظیم الشان نظام کے اجزاء ہیں جن کے اشتراک سے حرکت کا منظم سلسلہ جاری وساری ہے۔ البتہ انسان ایسا واحد فرد ہے جو نظام کائنات کی میکانزم سے واقف ہے۔ ۱۴؎

کائناتی زمینیں اور ان میں پائی جانے والی مخلوقات کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے کہ!

ومن اٰیٰتہ خلق السمٰوٰت والارض وما بث فیھما من دآبۃِ وھو علیٰ جمعھم اذا یشآء قدیر. ۱۵؎

یعنی: اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ! یہ زمین اور آسمانوں کی پیدائش اور یہ جاندار مخلوقات جو اس نے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہیں، وہ جب چاہے انھیں اکھٹا کر سکتا ہے۔

عربی زبان میں ۔الداب۔ سے مراد رینگنے والا، سرایت کرنے والا۔ جبکہ ۔الدابۃ۔ سے مراد زمین پر چلنے والا جاندار، اکثر اس لفظ کو چوپائے اور سواری کے جانور کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۶؎

لہٰذا اگر دیکھا جائے تو خود قرآن کریم کی رو سے 'دابۃ' سے مراد ہر وہ جاندار جو رینگتا ہو یا پھر اپنے دو یا چار پیروں سے چل سکتا ہو۔ چنانچہ اس تعریف کے عموم میں اس زمین کے سارے ہی جاندار آ جاتے ہیں جن میں دو پاؤں سے چلنے والے انسان بھی شامل ہیں۔ مزید یہ کہ! اکثر متقدم مفسرین نے بھی 'دابۃ' کے مفہوم میں انسان کے وجود کو ہی تسلیم کیا ہے۔ ان مفسرین میں پیش پیش تفسیر بالماثور کے ممتاز مفسر حافظ ابن کثیر شامل ہیں، جنھوں نے مندرجہ بالا آیت کے عموم

سے استدلال کرتے ہوئے نہایت واضح انداز میں انسان اور ملائکہ کے وجود کا اقرار آسمانوں کے اطراف واکناف میں کیا ہے۔ ۱۷

اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ!

اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰتٍ ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموآ ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر وان اللّٰہ قد احاط بکل شیءٍ علماً۔ ۱۸

یعنی: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمینوں کی قسم بھی انھی کی مانند۔ ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے (یہ بات تمھیں اس لئے بتائی جارہی ہے) تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

یہاں مانند سے مراد جس طرح اللہ تعالیٰ نے متعدد آسمان بنائے ہیں بالکل اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے متعدد زمینیں بھی بنائی ہیں۔ قدیم مفسرین میں حضرت ابن عباسؓ ایسے مفسر گذرے ہیں کہ جنھوں نے اس دور میں اس حقیقت کی عقدہ کشائی فرمائی تھی جب انسانی شعور اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر تھا یعنی اس کی رسائی کئی نامعلوم علوم تک نہ تھی، لہٰذا اسی وجہ سے وہ کئی کائناتی حقائق سے بھی بے خبر تھا، لیکن موجودہ دور کی حیرت انگیز سائنسی تحقیقات اور علم فلکیات میں کمال حاصل کر لینے کے بعد آج کے انسان کے لئے اس حقیقت کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت ابن عباسؓ لوگوں کے سامنے اس حقیقت کے اعتراف سے ڈرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کا ایمان متزلزل ہو جائے۔ چنانچہ مجاہد کہتے ہیں کہ! ان سے جب اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ! اگر میں اس کی تفسیر تم لوگوں سے بیان کروں تو تم کافر ہو جاؤ گیا ور تمھارا کفر یہ ہوگا کہ تم اسے جھٹلاؤ گے۔ قریب قریب یہی بات سعید بن جبیر سے بھی منقول ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ! کیا بھروسہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر میں تمھیں اس کا مطلب بیان کردوں تو تم کافر نہ ہو جاؤ (ابن جریر عبد بن حمید) تاہم ابن جریر، ابن حاتم اور حاکم نے شعب الایمان اور کتاب الاسماء والصفات میں بیہقی نے ابوالضحیٰ کے توسط سے بااختلاف الفاظ ابن عباسؓ کی یہ تفسیر اس طرح سے بیان کی ہے، جبکہ علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں اس آیت پر بحث کرتے ہوئے اس کو صحیح مانا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عقلاً اور شرعاً ایسی کوئی چیز نہیں جو اس آیت کو سمجھنے میں مانع ہو، پھر وہ ابن عباسؓ کی پیش کردہ تفسیر کو اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ!

فی کل ارضٍ نبی کنبیکم وادم کادم ونوح کنوحٍ وابراھیم کابراھیم وعیسیٰ کعیسیٰ۔

یعنی کہ! ان میں سے ہر زمین میں نبی ہے تمہارے نبی جیسا اور آدم ہے تمہارے آدم جیسا اور نوح ہے تمہارے نوح جیسا، اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم جیسا، اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ جیسا۔ ۱۹

جبکہ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی مزید فرماتے ہیں کہ!

**روی ابن بابویه فی کتاب التوحید عن الصادق فی الحدیث طویل ایضا انه قال لعلک تری ان الله تعالیٰ لم یخلق بشرا غیر کم بلی والله لقد خلق الف الف آدم انتم فی آخر ائولئک الا دمین۔[20]**

یعنی: ابن بابویہ نے امام جعفر صادقؑ سے کتاب التوحید میں طویل حدیث سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا کہ! شاید تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے سوا کسی بشر کو پیدا نہیں فرمایا؟ کیوں نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے دس لاکھ آدم پیدا فرمائے ہیں اور تم ان آدموں کے آخری آدم کی اولاد ہو۔

جبکہ اس بحث کو کئی اہل علم حضرات نے بھی اٹھایا اور اپنے معلوم علم کی بنیاد پر اس کی وضاحت بھی کی۔ جیسا کہ 'فتوحات مکیہ' میں شیخ محی الدین ابن عربی اپنے مشاہدات ومکاشفات کو اس انداز سے بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ!

انھیں طواف کعبہ کرتے ہوئے ایک جماعت بھی طواف کرتی نظر آئی، اس جماعت کے ایک فرد نے محی الدین ابن عربی سے کہا کہ! میں تمھارے اجداد میں سے ہوں۔ محی الدین ابن عربی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ! میری وفات کو تقریباً ۴۰،۰۰۰ سال گزر چکے ہیں۔ یہ سن کر شیخ محی الدین ابن عربی کو حیرت ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ! ابوالبشر حضرت آدمؑ کی خلقت کو بھی ابھی ۷،۰۰۰ سال سے زائد نہیں گزرے پھر آپ کو وفات پائے ۴۰،۰۰۰ سال کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ یہ سن کر انھوں نے محی الدین ابن عربی سے سوال کیا کہ! تم کون سے آدمؑ کی بات کر رہے ہو؟[21]

اسی طرح سے حضرت علیؑ کا یہ قول بھی اپنے اندر کئی معنی لئے ہوئے ہے، آپ فرماتے ہیں کہ! آسمان کے ستاروں میں اسی طرح سے شہر آباد ہیں جس طرح کرہ ارض پر۔ اسی بات کی تصدیق میں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ! تمھارے اس پر جوش سورج اور چاند کے علاوہ اور بھی کئی سورج اور چاند نظام شمسی میں موجود ہیں، جن میں کثیر مخلوقات آباد ہیں۔ نا تمھیں ان کا اور نا انھیں تمھارا ادراک ہے۔ جب تک کہ تمھارا علم اس مقام پر نا ہو۔

گو کہ کئی خلائی سائنسدانوں نے اس طرف گاہے بگاہے اشارہ بھی کیا ہے لیکن مقتدر حکمرانوں نے اس راز کی پردہ پوشی کی ہے، اس کی وجوہات تو یقیناً وقت کے ساتھ عیاں ہو ہی جائے گی۔ لیکن اسی ضمن میں ایک امریکی خلاباز ڈاکٹر ایڈگر مچل کہ جن کا تعلق ناسا سے بھی ہے ایک حیرت انگیز انکشاف نہایت ذمہ داری سے کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ!

خلائی مخلوق ہم سے کئی بار رابطہ کر چکی ہے۔ لیکن حکومتوں نے ۶۰ سال سے زائد عرصے تک اس حقیقت کو چھپائے رکھا۔ انھوں نے اپنے انٹرویو میں یہ دعویٰ کیا کہ! خلائی مخلوق کئی بار زمین پر بھی آ چکی ہے۔ اور بطور خلاء باز وہ اپنے کریئر کے دوران ان خلائی مخلوق کے ہر دورے سے آگاہ تھے۔ لیکن ناسا نے ان خلائی مخلوق کے ہر دورے سے آگاہ تھے۔ لیکن ناسا نے ان مہمانوں کی آمد کو ہر بار انتہائی خفیہ رکھا۔ جس کی وجہ سے یہ حیرت انگیز حقیقت صرف

چند افراد تک محدود رہی۔ ایڈگر کے مطابق !اگر چہ انھوں نے خود کبھی ان خلائی مخلوق کو نہیں دیکھا، لیکن ایجنسی کے جن اہلکاروں سے ان کی ملاقات ہوتی تھی وہ بتاتے تھے کہ چھوٹے قد کی یہ مخلوق بہت عجیب وغریب ہے۔ اور سائنس وٹیکنالوجی میں ہم سے کہیں آگے بھی یعنی کہ ٹیکنالوجی میں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔۲۲

ڈاکٹر ایڈگر مچل امریکہ کے ایک معتبر خلاء باز ہیں اور انھیں اپالو ۱۴ مشن کے ذریعے ۹ فروری ۱۹۷۱ء کو چاند پر بھی بھیجا گیا تھا، وہ چاند کی زمین پر چہل قدمی کرنے والے چھٹے خوش نصیب خلاء باز ہیں، یہی نہیں بلکہ انھیں اپالو ۱۴ کے کمانڈر شیپرڈ کے ہمراہ چاند کی سطح پر طویل ترین چہل قدمی کرنے کا اعزاز بھی حاصل رہا ہے۔

جبکہ خلائی مخلوقات کے زمین پر آمد کے بے شمار واقعات میں سے یہاں ایک واقعے کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ جب ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو روز ویل آرمی ائیر فیلڈ (RAAF) نے ایک پریس ریلیز جاری کی تھی۔ جس میں یہ کہا گیا تھا کہ !فوجیوں کے ایک گروپ نے روز ویل کے مضافات میں جانوروں کے باڑے سے ایک اڑن طشتری کا ملبہ دریافت کیا ہے۔ اس ملبے سے انھیں انسان سے مشابہہ ایک سوختہ جسم بھی ملا تھا جو مبینہ طور پر ایک خلائی مخلوق تھی۔ اس جسم کو 'روز ویل' کا نام دیا گیا تھا۔ اگر چہ اسی روز امریکی فضائیہ کے کمانڈنگ جنرل نے اس پریس ریلیز کی یہ کہتے ہوئے تردید کردی تھی کہ وہ ملبہ کسی اڑن طشتری کا نہیں بلکہ ایک دیوہیکل غبارے کا تھا۔ لیکن اس واقعے نے بہت شہرت حاصل کی۔ اس واقعے کے تیس برس بعد اڑن طشتری کے ملبے کو دریافت کرنے والی ٹیم میں شامل ایک فوجی نے میڈیا کو یہ بتایا کہ !وہ ملبہ اڑن طشتری کا ہی تھا، اور وہ سوختہ لاش بھی دراصل ایک خلائی مخلوق کی ہی تھی۔ جبکہ ڈاکٹر ایڈگر بھی اس واقع کی تصدیق کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ واقعی 'روز ویل' ایک خلائی مخلوق ہی تھی۔ اور شائد ان کی آمد کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ناسا نے اپنے سابق اہل کار کے اس بیان پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے صرف یہ کہا کہ! ناسا کا کام صرف اڑن طشتریوں کا سراغ لگانا نہیں ہے اور نا ہی ناسا زمین یا کسی اور سیارے پر خلائی مخلوق کی موجودگی سے متعلق حقائق چھپانے میں ملوث ہے۔۲۳

اس وسیع کائنات میں انسان کی طرح بیشمار مخلوقات آباد ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان، جنات یا فرشتے ان کے سراپے کا ہر فرد ایک پائیندہ کیفیت ہے، اور وہ ہر کہکشانی نظام میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن انسان کی طرح جنات بھی ایک مکلّف مخلوق ہے جن کی تخلیق میں مفرد لہریں کام کر رہی ہیں جبکہ انسان کے وجود کو مرکب لہروں سے تخلیق کیا گیا ہے۔ جنات کی دنیا میں بھی آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے اور دیگر کئی مخلوقات آباد ہیں، ان میں بھی انسانوں کی طرح حسیات پائی جاتی ہیں، وہ بھی اپنی زمین پر ہنستے ہیں، بولتے ہیں، اس کے علاوہ وہ کاشتکاری اور سائنسی ایجادات بھی کرتے ہیں۔

چونکہ جنات کی دنیا، ہماری زمینی دنیاوی گلوب کی حدود میں واقع ہے، اور زمین سے اس کا فاصلہ تقریباً دس لاکھ

چھپن ہزار فٹ خلاء میں پایا جاتا ہے۔ انسانی دنیا میں بچے نو ماہ میں پیدا ہوتے ہیں جبکہ جنات کے یہاں یہ ولادت دنیاوی حساب سے نو سال کے بعد وقوع پذیر ہوتی ہے۔[۲۴] الغرض زندگی سے متعلق ان کے یہاں بھی ہماری دنیا جیسا ہی نظام پایا جاتا ہے، جبکہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر انسانوں اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ!

**وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون.** [۲۵]

یعنی: ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

ایک جگہ مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

**یٰمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰتی وینذرونکم لقآء یومکم ھٰذا.** [۲۶]

یعنی: اے جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس رسول نہیں آئے کہ تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے اور تمھارے اس دن کے سامنے آنے سے تمھیں ڈراتے۔

امام غزالیؒ تو اس بات کے بھی قائل نظر آتے ہیں کہ آسمان میں موجود ستاروں میں جانے کے لئے راستے بنے ہوئے ہیں، اور ایک ستارے کے افراد دوسرے ستارے کے افراد سے ملنے جلنے آتے اور جاتے رہتے ہیں۔[۲۷]

آسمانی راستوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے کہ!

**والسمآءِ ذات الحبک.** [۲۸]

یعنی: قسم ہے آسمان کی کہ جس میں راستے ہیں۔

اس آیت میں لفظ 'ذات الحبک' استعمال ہوا ہے، عربی زبان میں 'حبک' سے مراد راستوں کے ہیں، اس کے علاوہ اس سے مراد لہردار راستے کے بھی ہیں، لفظ 'حبک' کا استعمال ریگستان میں چلنے والی تیز ہوا ہے سے ریت پر پڑنے والے بل کو بھی کہتے ہیں، اسی طرح سے ٹھہرے ہوئے پانی پر سے جب تیز ہوا کا گذر ہوتا ہے تو اس ہوا کی وجہ سے پانی کی سطح پر پڑنے والی لہروں کو بھی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بالوں میں جو گھنگھریالی لٹ ہوتی ہے اس کے لئے بھی عربی زبان میں اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

لیکن اس آیت میں چونکہ 'والسمآءِ ذات الحبک' کا استعمال ہوا ہے اس لئے اس سے مراد آسمان میں بل کھاتے راستوں کے لئے جاسکتے ہیں بہرحال حاصل بحث یہ ہے کہ! انسان اس زمین کے علاوہ بھی کائنات کے کئی ستاروں اور سیاروں میں آباد ہے۔ جہاں ان کی رہنمائی کے لئے پیغمبر بھی آتے ہیں اور ان زمینوں پر وحی بھی اترتی ہے، ممکین ہے آئیندہ آنے والے سالوں میں ہم ان سے رابطے میں کامیاب ہوسکیں اہل علم حضرات کا یہ ماننا ہے کہ! دیگر کائناتی زمینوں پر

بسنے والے انسان ہم زمین پر بسنے والے انسانوں سے سائنس اور ٹیکنالوجی میں کہیں زیادہ آگے ہیں ۔ زیر نظر مضمون میں اس مفروضے پر قرآنی، روحانی اور سائنسی بحث کی گئی ہے۔

## حوالہ کتب


۱۔سورہ الذاریات، آیت ۴۷

۲۔سورہ حٰم سجدہ، آیت ۵۳

۳۔سورہ البقرہ، آیت ۱۶۴

۴۔محمد عبداللہ، کائنات، پبلیشر فضلی اینڈ سنز کراچی، ۲۰۱۱،ص ۷۵

۵۔Cosmos، کارل ساگان، فکشن ہاؤس لاہور، ۱۹۹۶ء،ص ۱۰۳

۶۔ایضاً ص ۱۲۰

۷۔سورہ الانبیاء، آیت ۳۳

۸۔روزنامہ ایکسپرس کراچی، اشاعت ۱۶ فروری ۲۰۱۱ء

۹۔خواجہ شمس الدین عظیمی، قلندر شعور، مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی، ۱۹۸۶ء،ص ۸

۱۰۔ایضاً ص ۱۰۰

۱۱۔ایضاً ص ۱۱۹

۱۲۔سورہ النحل، آیت ۴۹

۱۳۔کنز الایمان، مفسر احمد رضا بریلوی، ناشر، پیر بھائی کمپنی، اردو بازار، لاہور،ص ۴۳۴، اشاعت ۱۹۹۰ء

۱۴۔خواجہ شمس الدین عظیمی، کشکول، مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی، ۱۹۹۰ء،ص ۲۳

۱۵۔سورۃ الشوریٰ، آیت ۲۹

۱۶۔مرتب۔لوئیس معلوف، مترجم۔عبدالحفیظ بلیاوی، المنجد، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۲ء،ص ۲۳۰

۱۷۔شیخ الحافظ والمحدثین عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر بن کثر یر بن ضو بن کثیر القرشی الدمشقی الشافعی تفسیر ابن کثیر، جز الرابع، مکتبہ النھضۃ الحدیثۃ، مطبع الفجالہ الجدیدۃ القاہرہ، ۱۹۹۸ء،ص ۴۰۹

۱۸۔سورۃ القمر، آیت ۱۲

۱۹۔علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی، روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، جز اول، ادارہ الطباعہ المنیر یہ المصریہ، ۱۳۵۳ھ،ص ۷۹

۲۰۔ایضاً، جلد ۳،ص ۱۸۱

۲۱۔ابوعبداللہ محمد بن علی عربی، الفتوحات المکیہ، مطبعہ دار الکتب مصر، ۱۳۳۹ھ،ص ۱۲۶

۲۲۔روزنامہ ایکسپرس کراچی، اشاعت ۴ اگست ۲۰۰۸ء

۲۳۔ایضاً
۲۴۔خواجہ شمس الدین عظیمی، محمد رسول اللہ ﷺ، جلد دوم، الکتاب پبلیکیشنز کراچی، ۲۰۰۳ء، ص ۹۴
۲۵۔سورۃ الذاریات، آیت ۵۶
۲۶۔سورۃ الانعام، آیت ۱۳۰
۲۷۔امام غزالی، مترجم۔مولوی محمد علی لطفی، الحکمۃ فی المخلوقات اللہ، مکتبہ ۳۰ نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی، ۱۹۶۰ء، ص ۲۲
۲۸۔سورۃ الذاریات، آیت ۷